جانِ خیر الوری (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھا وسلم)

پسِ منظر:

چند دن قبل ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب کا ایک ویڈیو کلپ دیکھنے کو ملا جس میں انہوں نے سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے بولا:

"اور خطا پر تھیں، جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں"

سن کر بہت دکھ ہوا۔ کیونکہ جوشِ خطابت اپنی جگہ لیکن اگر سنی کہلانے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خانوادہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا بھی محفوظ نہ ہو گا تو پھر کہاں کی سنیت اور کہاں کی محبت؟

ایک مخصوص طبقہ سے ہمارا جھگڑا اچلتے ایک صدی سے زائد کا عرصہ ہو چکا، ان کی ضد رہی کہ ایسے ایسے الفاظ انبیاء کی شان میں بولے جاسکتے ہیں لیکن ہمارے اکابر نے شرع کی رو سے ان الفاظ پر گرفت فرمائی اور اہلِ علم اب بھی ان کے مقابل کھڑے ہیں، "بڑوں کا ادب" اہلِ سنت کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ آپ ترجمہ قرآن ہی کو دیکھ لیجیے، اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی شخصیت نہیں کہ جنھوں نے سب سے پہلے اردو میں ترجمہ قرآن کیا ہو، آپ سے قبل بھی تراجم ہوئے لیکن اہلِ محبت نے ضرورت محسوس کی کہ چونکہ ترجمہ پڑھنے والا شخص عالم نہیں بلکہ ایک عام انسان ہوتا ہے، لہذا کوئی ادب و محبت سے لبریز ترجمہ ہو جو سنی مزاج کی بقا کا ذریعہ بنے۔۔۔۔

الغرض اہلِ سنت کے تمام تر معاملات میں ادب کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ رافضی یا نیم رافضی طبقہ مخصوص صحابہ اور بالخصوص سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا ہے تو اہلِ سنت وہاں بھی دامنِ ادب و محبت تھام کر رکھتے ہیں، اور اگر ناصبی یا ناصبی مزاج لوگ اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بابت اپنے خبثِ باطنی کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اہلِ سنت دامنِ ادب و محبت کو مزید مضبوطی سے تھام لیتے ہیں۔

لیکن آج جلالی صاحب کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کس روش پہ چل نکلے ہیں؟اعلیحضرت کے تشخص سے مرتبط ہونے والے دائرہ عشق و محبت میں کیسی رخنہ اندازی کرنا چاہ رہے ہیں، مجھے یقینا تشویش ہوئی اور فقط مجھے ہی نہیں بلکہ جلالی صاحب اور ایک مخصوص طبقہ کے علاوہ تمام منصف مزاج اہلِ علم و عقل کے نزدیک یہ گفتگو سیدہ فاطمہ کے شایانِ شان نہیں۔

اولا اس لیے کہ: بے ادبی کا معیار و مدار واقعیت پر نہیں ہوتا بلکہ عرف پر ہوتا ہے۔ امام سبکی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

والمرجع فیما یسمی سبا وما لا یسمی سبا الی العرف۔ (السیف المسلول علی من سب الرسول ﷺ ص 331)

یعنی کسی کلام کے گالی ہونے یا نہ ہونے کا مدار عرف ہے۔

اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی نے فتاوی رضویہ میں جابجا اس ضابطہ کو بیان فرمایا۔ جلد چہارم میں ہے:

قرآن مجید اگرچہ دس غلافوں میں ہو پاخانے میں لے جانا بلا شبہہ مسلمانوں کی نگاہ میں شنیع اور اُن کے عرف میں بے ادبی ٹھہرے گا اور ادب وتوہین کا مدار عرف پر ہے۔ (فتاوی رضویہ 4/608)

چھٹی جلد میں ہے:

تعظیم و توہین کا مدار عرف پر ہے عرب میں باپ کو کاف اور انت سے خطاب کرتے ہیں جس کا ترجمہ "تو" ہے اور یہاں باپ کو "تو" کہے بیشک بے ادب گستاخ اور اس آیہ کریمہ کا مخالف ہے:

لا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهماقولاً كريما

(ماں باپ کو ہُوں نہ کہہ نہ جھڑک اوران سے عزّت کی بات کہہ)

(فتاوی رضویہ 6/635)

ساتویں جلد میں ہے:

نیز اس قاعدہ مسلمہ مرعیہ عقلیہ شرعیہ سے معلوم کہ توہین و تعظیم کا مدار عرف وعادت ناس وبلاد پر ہے۔

(فتاوی رضویہ 7 / 315)

بائیسویں جلد میں ہے:

اور شک نہیں کہ تعظیم وتوہین کا مدار عرف وعادت پر ہے۔

(فتاوی رضویہ 22/363)

اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی کے والدِ گرامی مولانا نقی علی خان رحمہ اللہ تعالی نے "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" قاعدہ نمبر 20 میں خاص اسی امر کی وضاحت فرمائی کہ:

"در بابِ تعظیم وتوہین عرف وعادتِ قوم ودیار پر بڑا اعتبار ہے۔"

(اصول الرشاد ص228)

اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ:

کسی بھی چیز کا گالی ہونا، بے ادبی ہونا یا تعظیم ہونا، اس کا تعلق لوگوں کے عرف وعادت سے ہے۔ جو چیز جہاں بے ادبی سمجھی جاتی ہے وہ اس علاقے میں بے ادبی ہی شمار ہوگی بھلے دوسرے علاقے میں وہ بے ادبی شمار نہ ہوتی ہو۔ اور جو چیز تعظیم کے دائرے میں آتی ہے اس کا تعلق بھی عرف وعادت سے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف جب کچھ لوگ دریدہ دہنی سے کام لیتے ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو ہماری بعض کتب یا صدیوں پہلے اہلِ علم نے بولے ہیں، لیکن ہمارے علماء (زادھم اللہ تعالی عزاوشرفا) ان الفاظ سے منع کرتے ہیں جو عرف میں بے ادبی سمجھے جاتے ہیں، چاہے بطونِ کتب میں ان کا اطلاق موجود ہی کیوں نہ ہو۔

بنابریں ہم اس گفتگو کو اپنے عرف کے تناظر میں دیکھیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی منصف مزاج اس میں اختلاف نہیں کرے گا کہ:

ہمارے عرف میں کسی بھی بڑے کے لیے کہا جائے کہ "وہ اس مسئلہ میں خطا پر تھے" تو ہر شخص بے ادبی ہی سمجھتا ہے۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب جلالی صاحب کو کہا گیا کہ "انہوں نے خطا کی ہے" تو ان کے معتقدین و متعلقین نے کہنے والوں کو گالی گلوچ تک دینے سے گریز نہیں کیا، کیونکہ یہ بے ادبی سمجھی گئی۔ تو کیا

وجہ ہے کہ:

جو کلام عرف میں جلالی صاحب کے حق میں بے ادبی بنے، وہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ و علی بنیھا وبناتھا وبارک وسلم کی بیٹی کے حق میں بے ادبی نہیں بن رہی؟؟؟

ثانیا:

اگر ہم عرف کو چھوڑ کر اردو لغت کے لحاظ سے "خطا" کے معانی دیکھیں تو ان میں سے بھی کوئی ایسے معنی نہیں جو سیدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کی جلالتِ شان کے موافق ہوں۔ "اردو لغت" میں خطا کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا:

"صواب کی ضد، معینہ اصول کے خلاف بات، غلطی، قصور، بھول چوک"

اور فیروز اللغات میں ہے:

"قصور، گناہ، جرم، تقصیر، غلطی، سہو، بھول چوک"

ان میں سے کونسے ایسے معنی ہیں جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے علو شان کے مناسب ہیں؟؟؟

بعض حضرات بلکہ اب تازہ ترین صورتحال میں جلالی صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ اس جملہ میں "خطا" کا مطلب "خطا اجتہادی" تھا۔

اس پہ ہم تفصیلی گفتگو کریں گے لیکن یہاں صرف اتنا سوال ہے کہ:

آپ کی گفتگو اصولِ فقہ وفنون میں عربی زبان میں چل رہی تھی یا بر سرِ منبر اردو جاننے والی عوام کے سامنے؟ گفتگو آپ کی اردو میں ہو رہی ہے، جملہ "اور خطا پر تھیں، جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں" اردو میں بولا گیا۔۔۔ پھر یہ اہلِ لغت وعرف کے ہاں غیر معروف معنی کیسے مراد لیے جا سکتے ہیں؟؟؟ جبکہ بے ادبی کا مدار عرف ہے۔۔۔!!!

نیز آپ کا مخاطب عوام تھے یا علماء؟؟؟

وہ عوام جن کی غالب اکثریت "خطا" اور "خطا اجتہادی" کے مابین فرق ہی نہیں جانتی، ان کے سامنے "خطا" بول کر خالص علمی مفہوم کیسے مراد ہو سکتا ہے؟

مزید بر آں:

فنون میں بھی "خطا" سے "خطا فی الاجتہاد" کے ارادہ کے لیے عمومی طور پر اس کو مقید کیا جاتا ہے، اور بالخصوص جب کسی عظمت والی شخصیت کا ذکر کیا جائے اور اس میں اس قسم کے الفاظ بولنا پڑیں تو اب "خطا" کو مقید کرنا لازمی سمجھا جاتا ہے، پھر بغیر قید کیے دو چار مہینے بعد کیسے کہا جا سکتا ہے کہ میری مراد "خطا اجتہادی" تھی؟

اگر جلالی صاحب کو یہ باتیں تسلیم نہیں تو عوام کو اجازت دے دیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جو چاہے جب چاہے (خاکم بدہن) "باغی" کہہ دیا کرے، جب چاہے انہیں خطا کی جانب منسوب کر دے، بلکہ حضرت علی کو "کاذب، آثم، غادر، خائن" بھی کہنا جائز قرار دے دیں کہ سارے کا سارا قابلِ تاویل ہے۔ بلکہ حضرت علی کو ایسا ویسا کہنے سے آپ کو کوئی رافضی یا نیم رافضی بھی نہیں کہے گا، جس کا ڈر آپ کو اہلِ بیت کی عظمت وشان بیان کرتے وقت رہتا ہے۔

اگر یہ سارا غلط ہے اور یقینا غلط ہے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ذاتِ والا ہی سے یہ ظلم وزیادتی کیوں؟؟؟

ثالثا:

صدیاں گزر گئیں، اہلِسنت میں سے کسی شخص کی زبان سے ایسا جملہ صادر نہیں ہوا کہ "اور خطا پر تھیں، جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں" بعض کم علموں نے اور آگے چل کر جلالی صاحب نے بھی فواتح الرحموت کی عبارت کا سہارا لینے کی کوشش کی، جس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے۔ لیکن اس حوالے سے ان حضرات کا مدعا تو ثابت نہ ہوا، البتہ ان کے علم کی قلعی ضرور کھل گئی اور یونہی ان کی سیدہ واہلِ بیت کی بابت قلبی کیفیت آشکار ہو گئی۔

رابعا:

اس مسئلہ کو یہ رنگ دینا کسی دور میں اہلسنت کا طریقہ ہی نہیں رہا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی کی تصریح کے مطابق کسی بھی صحابی کی طرف خطا کی اس طرح نسبت جائز نہیں، فرمایا:

لا يجوز أن ينسب إلى أحد من الصحابة خطأ مقطوع به
(تفسیرِ قرطبی16/321)
اگر عام صحابہ کی طرف اس طرح نسبتِ خطا جائز نہیں تو سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہراء کی طرف کیسے جائز ہو سکتی ہے اور وہ بھی انتہائی بے ادبی والے انداز میں؟
آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا دفاع کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے "خطا پر تھیں، جب مانگ رہی تھیں تو خطا پر تھیں" پورے زور و شور سے کہہ رہے ہیں، حالانکہ اسی مسئلہ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک بار بھی سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خطا کی طرف نسبت نہیں کی۔
بلکہ انہیں راضی کرنے کی بھرپور کوشش کی، اپنے گھر سے نکل کر سخت گرمی میں سیدہ فاطمہ کے دروازے پہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تک نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بیٹی مجھ سے راضی نہیں ہو گی میں واپس نہیں جاؤں گا۔ حضرت علی سیدہ فاطمہ کو قسم دے کر راضی کرواتے ہیں، سیدہ فاطمہ راضی ہوتی ہیں تو جنابِ صدیق دروازے سے ہٹتے ہیں۔
فتاوی عزیزی میں ہے:
بیرون آمد ابو بکر بر درِ فاطمہ در روز گرم و گفت نمیروم ازینجا تا راضی نگردد از من بنتِ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پس در آمد بروے علی پس سوگند داد بر فاطمہ کہ راضی شو پس راضی شد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا
(فتاوی عزیزی 1/136)
جن کا آپ دفاع کرنا چاہ رہے ہیں ان کا عمل تو یہ ہے کہ اپنے مقام و مرتبہ، عمر و شان کسی کا لحاظ کیے بغیر سیدہ فاطمہ کے دروازے پہ ڈیرہ ڈال لیتے ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے اگر سیدہ مجھ سے راضی نہیں ہوں گی تو میں گھر نہیں جاؤں گا، جب گھر میں داخلے کی اجازت ملتی ہے تو فرماتے ہیں:
وَالله مَا تركت الدَّار وَالْمَال والأهل وَالْعشيرَة إلاَّ ابْتِغَاء مرضاة الله ومرضاة رَسُوله ومرضاتكم أهل الْبَيْت

اللہ کی قسم! میں نے گھر، مال، اہلِ خانہ وخاندان اللہ ورسول کو راضی کرنے اور اے اہلِ بیت تمہاری رضا کی خاطر چھوڑا۔۔۔۔

پھر جب تک سیدہ راضی نہیں ہوتی انہیں راضی کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

(عمدۃ القاری 15/20)

اور آپ ہیں کہ بلا سوچے سمجھے بڑے دھڑلے سے کہہ گئے بلکہ ڈٹ گئے کہ "اور خطا پر تھیں، جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں"

جن کا دفاع کرتے ہوئے آپ سیدہ کو "خطا" پر قرار دے رہے ہیں وہ تو سیدہ سے کہتے نظر آتے ہیں:

صدقتِ یا ابنة رسول الله فیما ادعیت ولکنی رایت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقسمها فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یؤتی قوتکم

اے نبی کی بیٹی! آپ اپنے دعوی میں سچی ہیں لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، آپ لوگوں کے خورد ونوش کا بندوبست ہونے کے بعد اسے تقسیم کرتے دیکھا، جسے آپ فقراء ومساکین وابن سبیل کو عطا فرماتے۔

جن کا دفاع کرنے کے لیے آپ اتنے جذباتی ہو رہے ہیں انہوں نے ایک بار بھی نہیں کہا:

اخطاتِ یا ابنة رسول الله فیما ادعیت

اے نبی کی بیٹی آپ اپنے دعوی میں خطا پر ہیں۔۔۔

وہ سیدہ کو راضی کرنے کی خاطر کہیں:

صدقتِ یا ابنة رسول الله فیما ادعیت

اے بنتِ مصطفی، آپ اپنے دعوی میں سچی ہو۔۔۔۔

اور صدیوں بعد کوئی شخص ان کے دفاع کا بہانہ بنا کر برسرِ منبر چلا چلا کر کہے کہ: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معاذ اللہ من ذلک

پھر آپ جس شخصیت کی کلام کی وضاحت وتشریح کا بہانہ کر رہے ہیں، انہیں دیکھیں کہ کیا آپ مسئلہ فدک

میں سیدہ فاطمہ کو "خطا" پر قرار دے رہے ہیں؟

آپ تو "فدک" کی مجموعی صورتِ حال کو یوں بیان فرماتے ہیں:

فدک پر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا تصرف بظاہر مالکانہ ہیئت سے معلوم ہوتا ہے لیکن حیاتِ طیبہ میں ہرگز دعوی ملک نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی فوائدِ فدک کو محض اپنے گھر تک محدود رکھا جس سے ملکیت ظاہر ہو۔ بلکہ مساکین واہلِ بیت و قرابت اور مہمانوں پر فدک ہی سے خرچ فرماتے تھے۔ پس صحابہ کرام پر یہ امر ظاہر نہیں ہوا تھا کہ یہ تصرف شریف ملکیت کا تھا یا مثل تصرف واقف کے وقف پر یا تصرف حاکم کا بیت المال پر۔ لہذا بمقتضائے مصلحت اسی امر کو انسب خیال فرمایا کہ فدک کی صورت اسی طرح رہے جیسا کہ عہدِ نبوی میں تھی۔

(ملفوظات مہریہ ص111)

پیر صاحب کی یہ گفتگو اپنے مطلب میں واضح ہے کہ چونکہ "صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم پر یہ معاملہ ظاہر نہیں تھا"، لہذا "انسب" خیال فرمایا۔۔ آپ کا علم کیا کہتا ہے کہ "انسب" کے مقابل "خطا" آنا چاہیے یا "مناسب" آنا چاہیے؟

جب آپ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی کی کلام کی شرح وتوضیح کر رہے ہیں تو کسی ایک جملے کو لے کر زور کیوں دے رہے ہیں؟ پیر صاحب کو پڑھ لیتے اور اس کے بعد اس وادی میں اترتے۔

اور آپ نے تو بڑے زور سے کہا جو کہا اور اب تک اس پر ڈٹے ہوئے ہیں، لیکن ذرا پیر صاحب کو پڑھیں، فرماتے ہیں:

ہو سکتا ہے صحابہ کرام سے کوئی اجتہادی قصور یا خطا ظاہر ہوئی ہو یا باہمی منازعت نے ان کے درمیان صورتِ کشیدگی پیدا کی ہو۔ لیکن واجب العصمت تو صرف ملائکہ اور انبیاء ہیں نہ صحابہ کرام۔

جلالی صاحب!

اعلیحضرت گولڑوی رحمہ اللہ تعالی کی اس گفتگو کو غور سے پڑھیں، یہ گفتگو مسئلہ فدک ہی کے بارے میں ہے۔ اعلیحضرت گولڑی رحمہ اللہ تعالی نے مجموعی بات ضرور کی لیکن کسی کی نشاندہی نہیں کی کہ غلطی فلاں

سے ہوئی۔۔۔

اور یہ جملے تو آپ کے لیے بالخصوص۔۔۔ فرماتے ہیں:

ان کے اس باہمی اختلاف کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہمیں تو نہیں دیا گیا اور نہ ہی ہم سے سوال ہو گا کہ تم نے فیصلہ کیوں نہیں کیا اور نہ ہم اس وقت اور موقعہ پر حاضر تھے اور نہ ان کے تنازعہ کے درمیان بولنا ہمیں زیب دیتا ہے۔

(ملفوظات مہریہ ص 111)

حیرت کی بات ہے کہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ فیصلہ کا نہ ہمیں اختیار، نہ ہم اس سلسلے میں مسئول، نہ وقت و موقع پر موجود، نہ ہمیں زیب، اور آپ ہیں کہ انہی پیر صاحب کی گفتگو کی شرح ووضاحت کا بہانہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لختِ جگر کے لیے رسوائے زمانہ جملے بول دیئے اور اب ان کو درست ثابت کرنے کے لیے کانفرنسیں کر رہے ہیں۔۔۔

حق یہ ہے کہ جلالی صاحب پیر صاحب کی گفتگو کو سمجھے ہی نہیں اور اندھیرے میں تیر چلا بیٹھے۔ پیر صاحب کی کلام کا خاص محمل ہے جسے ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ ویسے بھی وہ بالکل واضح ہے، البتہ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ دوسروں کو علمی یتیم اور رافضی، نیم رافضی اور نہ جانے کیسے کیسے القاب دینے والے لوگ اس واضح سے بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

بہر حال:

یہ وہ امور تھے جن کے پیشِ نظر اہلسنت میں سخت انتشار کی فضا قائم ہو گئی۔ مجھے سوشل میڈیا سے اس طوفان کا اندازہ ہوا، لیکن ہمارا ایک مخصوص طبقہ ہر معاملے میں غالی اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ من مرضی کے فتوے دینا، کسی کو بھی اسلام اور سنیت سے خارج کرنا ان حضرات کی چھنگلیا کا کھیل ہے۔ اور لعنت بھیجنا تو محض جنبشِ لب پر موقوف ہے۔ بہت سے لوگوں کو اس سلسلے میں حصہ لیے دیکھا اور جلالی صاحب کے خلاف ناحق گفتگو کرتے دیکھا۔ گو میں اس موقف میں جلالی صاحب کو غلط بلکہ اب سخت غلط کہتا ہوں لیکن ہر غلطی کفر نہیں ہوتی، ہر غلطی موجبِ لعن نہیں بنتی، اور ہر ایرے غیرے نتھو فتو کو حکم لگانے کا اختیار

نہیں۔۔۔

بنابریں اس معاملے میں مداخلت کی اور کوشش کی کہ جلالی صاحب اپنی کوتاہی تسلیم کر لیں، اپنی گفتگو میں ترمیم کر لیں، تاکہ ان کی شخصیت اہلِسنت کے لیے کار آمد رہے اور ناحق مفسدین کو بھی موقع نہ ملے۔۔۔

لیکن اس مداخلت کا جو خمیازہ بھگتنا پڑا وہ ایک الگ موضوع ہے جسے میں یہاں زیرِ بحث نہیں لانا چاہوں گا، لیکن امید تھی کہ جلالی صاحب اپنی عزتِ نفس کا مسئلہ بنانے کے بجائے اپنی غلطی مان لیں گے اور اس سے توبہ کریں گے۔ اور بالخصوص جبکہ ملکِ پاکستان کی نامور شخصیات نے ان سے اس سلسلے میں مطالبہ بھی کیا، جگر گوشہ غزالی زماں حضرت قبلہ سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب، مفتی عابد مبارک صاحب، علامہ عون محمد سعیدی صاحب، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب اور دیگر دردمندانِ اہلسنت نے توبہ ورجوع کی دعوت بھی دی اور کوشش بھی کی۔ معاملات کی بہتری کے لیے قبلہ صاحبزادہ فرید الدین ساحب، قبلہ پیر سید معین الدین شاہ صاحب (لودھراں)، علامہ مفتی عبد الجبار صاحب (سرگودھا) اور دیگر علماء کی ایک بڑی تعداد کی کوششیں شامل ہیں۔

لیکن شاید جلالی صاحب رجوع کرنے کو اپنے شایانِ شان نہیں سمجھ رہے۔۔۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو تو خطا پر کہہ سکتے ہیں لیکن اپنے آپ کو خطا پر کہنے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔۔۔

لہذا رجوع وتوبہ کے بجائے انہوں نے کل 24 شوال المکرام 1441ھ / 16 جون 2020ء کو ڈیڑھ گھنٹے سے زائد کا لیکچر دے کر نئے موضوعات کو جنم دے دیا۔

میری مادری زبان پوٹھوہاری ہے، ہم کہتے ہیں: "جئی سلائی بائی جے اغلی وی لو گمائی"

عربی زبان میں اس کے ہم معنی جو کہاوت بولی جاتی ہے وہ ہے: أراد أن يكحلها فأعماها

جلالی صاحب نے اپنی عزتِ نفس بچانے کی خاطر اپنی گفتگو کو پیوند لگانے کی کوشش کی لیکن ایسے موضوعات کو جنم دے دیا کہ اگر توبہ ورجوع کی طرف نہیں آتے تو تادمِ مرگ اس بھنور سے باہر نہیں آسکتے۔۔۔!!!

اس سلسلے میں گفتگو چند مراحل پر منقسم ہے:

پہلا مرحلہ:

کل کی گفتگو کی ابتداء میں "حسبِ عادت" اپنے کمالات اور باقی سب کی کوتاہیاں گنوائیں، دوسروں کو چور، برساتی لوگ، چوروں کے چیلے، محاذ کے بھگوڑے، حملہ آوروں کے ساتھی، دشمن، علمی یتیم، ڈگڈگی بجانے والے، یتیم مفتی، بھونڈے لوگ، رافضی چرنوں میں چرنے والے، کتوں اور ککڑوں کی لڑائیوں میں مصروف اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ یہ حضرت صاحب کا مزاج ہے جس پر ہمیں سخت افسوس ہے۔ اور یہ تو کچھ بھی نہیں، آپ نے تو یہاں تک فرمادیا:

"اگر ہم محبِ اہلِ بیت نہیں تو پھر پیر مہر علی شاہ بھی محبِ اہلِ بیت نہیں، اگر ہم محبِ اہلِ بیت نہیں تو کشف المحجوب والے گنج بخش بھی محبِ اہلِ بیت نہیں"

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔۔۔!!!

لیکن چونکہ جیسے وہ دوسروں کی تذلیل کرتے ہیں ان کے ساتھ وہی انداز اختیار کرنا میرا مشرب نہیں، اس لیے ان ساری باتوں پر گفتگو کی حاجت محسوس نہیں کرتا۔ لیکن قارئین سے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ:

یہ جوابی گفتگو ہے اور موضوع کی شروعات جلالی صاحب کی طرف سے ہوئی ہے، لہذا اگر بعض مقامات پر گفتگو میں ثقل آجائے تو جوابی
گفتگو سمجھ معذور سمجھا جائے، بلکہ بموجب حدیث:

من سن سنة شر فاتبع عليها كان عليه وزره ومثل أوزار من اتبعه غير منقوص من أوزارهم شيئا

اس کا اجر و ثواب بھی جلالی صاحب ہی کے کھاتے میں جائے گا۔

دوسرا مرحلہ:

جلالی صاحب نے اپنی گفتگو کو درست ثابت کرنے کے لیے اپنی گفتگو کا پسِ منظر بیان کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "چونکہ شانِ صدیقی پر حملہ ہو رہا تھا اس لیے مجھے ایسا بولنا پڑا"

پسِ منظر کا یہ بیان درست ہے یا غلط، اس سلسلے میں ہم جلالی صاحب پر بدگمانی نہیں کریں گے۔ لیکن یہ ضرور

پوچھیں گے کہ:

- کیا جواب دینے کے لیے یہ الفاظ متعین تھے کہ آپ کو انہی کا انتخاب کرنا پڑا؟؟؟

اگر آپ انہیں جواب کے لیے متعین سمجھتے ہیں تو اس کا اثبات آپ کے سر ہے۔ اور اگر متعین نہیں تھے اور واقعی متعین نہیں تھے تو آپ کا عذر و بہانہ محض بے معنی۔۔۔!!!

- دوسری بات:

اگر آپ کا یہ بہانہ مان کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بے ادبی سے صرفِ نظر کر لیا جائے تو پھر حضرت علی کی شان و عظمت کے بیان اور دفاع میں حضرت سیدنا معاویہ کی بے ادبی بھی برداشت کر لینی چاہیے؟
پھر وہ لوگ جنہوں نے نماز میں خشوع کا بہانہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گستاخی کی، نظریہ علمِ غیب کا بہانہ بنا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان و عظمت پہ حملہ کرنے کی کوشش کی، کیا ان کے بہانے بھی مان لیے جائیں؟؟؟

- آپ کی کل کی تقریر سننے کے بعد لگتا ہے کہ آپ کہیں گے کہ: "میرا عذر مان لو لیکن باقی کسی کا عذر ماننے کی اجازت نہیں"

جیسے آپ نے تکرار کیا کہ "خطا" کہہ سکتے ہیں، لیکن اس کے علاوہ "قصور، غلطی، گناہ" کہنے کی اجازت نہیں۔ حالانکہ یہ الفاظ اردو زبان میں "خطا" کے مترادفات شمار ہوتے ہیں، لیکن چونکہ آپ نے "خطا" کہا ہے لہذا یہ جائز ہو گیا اور باقی الفاظ آپ کی زبان مبارک سے اداء ہونے کا شرف حاصل نہیں کر سکے، لہذا حیزِ امتناع میں باقی ہیں۔۔۔ تو کچھ بعید نہیں کہ آپ اس مسئلہ میں بھی کہہ ڈالیں کہ میرا عذر مان لیا جائے اور باقی جو گستاخانِ رسول، گستاخانِ صحابہ، گستاخانِ اہلِ بیت ہیں ان کا کوئی بہانہ نہ مانا جائے۔۔۔!!!
میں یہاں آپ سے ایک یہ سوال بھی کرنا چاہوں گا کہ:
خطا کا اطلاق آپ نے جائز قرار دیا لیکن "خطاکار"، "خاطئ" کے اطلاق کو منع فرمایا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟
آپ نے خطاکار کی وضاحت میں جو فرمایا کہ "جس سے خطا کا تکرار ہو" یا "بار بار ہو"
میرا سوال ہے کہ: خطاکار اور خاطئ میں سے ہر دو فارسی و عربی میں اسمِ فاعل کے صیغے ہیں اور ہماری ناقص

معلومات کے لحاظ سے اسمِ فاعل کے اطلاق کے لیے معنی مصدری کا کسی ذات کے ساتھ قیامِ حدوثی ولو مرۃ واحدۃ کافی ہیں، بلکہ فارابی کے نزدیک توفعلیت بھی لازم نہیں محض امکان کافی ہے۔ اور چونکہ آپ سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں مصر ہیں کہ "خطاپر تھیں" تو اس لحاظ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا خطا سے اتصاف بالفعل ہوا، اور یوں "خطاکار" اور "خاطیۃ" کا اطلاق جائز ہونا چاہیئے، لیکن آپ کا کہنا ہے کہ جائز نہیں، ان کے بیچ زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر آپ اپنی اس گفتگو کی تشریح فرمادیں تو نوازش ہوگی۔

یوں بھی "المجتہد قد یخطئ" مطلقہ عامہ ہے اور آپ کے نزدیک سیدہ خطا اجتہادی سے بالفعل متصف ہوئیں تو "مجتہدۃ مخطیۃ" کہلانے کی مستحق ٹھہریں، لیکن آپ تو صرف اسی لفظ کی اجازت دیتے ہیں جو آپ سے صادر ہوا، ازراہِ عنایت فرق ضرور واضح فرمائیں۔

تیسرا مرحلہ:

جلالی صاحب نے پیر صاحب کی عبارت پڑھی:

"لہذا سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا فدک کا دعوی کرتے ہوئے کسی ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہوسکتیں"

پھر رکے اور انگلی لہرا کر کہا:

"ناجائز امر"، سیدہ کا نام لکھ کر، یہ بات لکھی جارہی ہے، مطلقا نہیں، بہت سے لوگ ایسے فضائی باتیں کر رہے ہیں کہ سیدہ کا تو ذکر ہی نہیں، سیدہ کی تو بات ہی نہیں، تو جو سوال میں ماخوذ ہو وہ جواب میں ماخوذ ہوتا ہے۔ جب سوال میں اور دلیل میں بات ہی سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا کی ہو رہی ہے تو جواب میں بھی بات انہی کی کی جارہی ہے امکانِ خطا کے لحاظ سے اور کسی کی نہیں ہو رہی باقی کی ضمنا ہے اہلبیت اطہار علیہم الرضوان میں سے

حضرت سیدۃ النساء کی بات خود یعنی عبارۃ النص ہے کہ جو انہی کی بات دلیل والا ان کا ذکر کر رہا ہے آپ اس کا جواب دے رہے ہیں۔۔۔۔۔

اب اس کے اندر آپ نے اس دلیل کا جواب دینا چاہا، دلیل کیا ہے کہ سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا فدک کا

دعوی کرتے ہوئے۔۔۔۔

آپ نے پھر انگلی نکال کر لہراتے ہوئے کہا:

فدک کا دعوی کرتے ہوئے۔۔۔۔

کسی ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہو سکتیں۔

میرا سوال یہ ہے کہ یہ بات پیر مہر علی شاہ صاحب اس کو رد کرنا چاہتے ہیں یا اس کی حمایت کرنا چاہتے ہیں؟؟؟

ظاہر ہے کہ وہ ذکر کر کے رد کرنا چاہتے ہیں۔

اس بات کا رد کرنا چاہتے ہیں، کس کا؟

اس کا کہ:

سیدۃ النساء رضی اللہ تعالی عنہا فدک کا دعوی کرتے ہوئے کسی ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہو سکتیں۔۔۔

اس کو وہ رد کرنا چاہتے ہیں۔

تو رد کن لفظوں میں ہو گا؟

کیا کہیں گے؟

جو کہتے ہیں کہ ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہو سکتیں، پیر صاحب اس کا رد کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

تو وہ رد کن لفظوں میں ہو گا؟

وہ یہ لوگ شرق و غرب میں بولنے والے بتائیں۔۔۔

لہذا پیر صاحب نے کہا:

اس دلیل کا تفصیلی جواب آگے چل کر آیتِ تطہیر کی فصل میں دیا جائے گا۔ یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیتِ تطہیر کا مطلب ہر گز یہ نہیں

آپ نے اپنی طرف سے لقمہ دیتے ہوئے کہا: جو اس بندے نے بیان کیا ہے۔ کہ چونکہ آیتِ تطہیر ہے ان کے بارے میں تو پھر وہ ناجائز امر کی مرتکب کیسے ہو سکتی تھیں۔۔۔

کہا کہ: ہر گز یہ مطلب نہیں۔۔۔!!!

پھر آپ نے زور دیتے ہوئے کہا: ہر گز یہ مطلب نہیں تو پھر کیا مطلب ہے؟

پیر صاحب کے ذمہ یہ بات آرہی ہے نا کہ ان کی بات کو تو رد کر رہے ہیں کہ کسی ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہو سکتیں، پیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، اس کو میں رد کرتا ہوں، میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

اب جواب جو ہے وہ سوائے اس کے اور کیا ہو گا جو اگلے لفظوں میں موجود ہے۔۔۔

آپ نے فرمایا کہ:

یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیتِ تطہیر کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی قسم کی بھی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔۔۔۔

پھر آپ نے ہاتھ لہرا کر کہا: یہ مطلب نہیں۔۔۔ یہ مطلب نہیں۔۔۔

تو کیا مطلب ہے؟

یہ مطلب نہیں کہ ان سے خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے، یہ مطلب نہیں۔۔۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عفو و تطہیر الٰہی میں داخل ہو گی۔

سرزد بھی ہو، کوئی خطا سرزد بھی ہو۔۔۔

اب یہاں یہ لفظ ہے کہ اگر بمقتضائے بشریت

یعنی تقاضائے بشریت کے مطابق ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عفو تطہیر الٰہی میں داخل ہو گی۔۔۔

پھر صفحہ 54 کی عبارت پڑھی:

آیتِ تطہیر کا یہ مطلب نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور صدورِ خطا ان سے ناممکن ہے۔

پھر آپ نے کہا:

یہ مطلب نہیں تو کیا مطلب ہے؟

کہ صدورِ خطا ممکن ہے۔

پھر صفحہ 56 کی عبارت پڑھتے ہوئے کہا:

اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو زیرِ عفو و تطہیر داخل ہو گی۔

پھر صفحہ 58 کی عبارت پڑھی:

خطا کا صدور بہر کیف مطہرین سے ممکن ہے۔ البتہ حشر ان کا آخرت میں مغفرت کاملہ کی صورت میں ہو گا۔

اقول:

جلالی صاحب!

آپ کے یہ جملے بھی اہلِ ایمان و محبت کے دلوں کے لیے تکلیف دہ ہیں۔ آپ اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے بار بار سیدہ کی طرف خطا کی نسبت کر رہے ہیں۔۔۔ میں آپ کے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں کہ مالک کریم آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔

بہر کیف:

سب سے پہلے تو آپ کے بیان کردہ قاعدہ کا اطلاق تسلیم نہیں، فعلیک الاثبات

دوسری بات:

آپ نے پیر صاحب کی کلام کا رخ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے جانب کرنے کے لیے خود ساختہ قاعدہ بیان کیا:

"جو سوال میں ماخوذ ہو وہ جواب میں ماخوذ ہوتا ہے"

اقول: آپ کے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق سوال میں "ناجائز امر کا ارتکاب" موجود ہے۔ تو جواب میں بھی ماخوذ ہونا چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ کو اعتراض بھی نہیں ہو گا، کیونکہ آپ نے بار بار کہا: سوال کس چیز کے بارے میں کیا جارہا ہے؟ "ناجائز امر" کے بارے میں۔۔۔

تو آپ کی وضع کردہ اصل اور زور دار انداز کا نتیجہ یہ ہے کہ جواب میں مذکور "خطا" سے مراد "ناجائز امر" کا ارتکاب ہے۔

اب آپ وضاحت فرمایئے کہ آپ تو "خطا" کے معنی "خطا اجتہادی" کرنے پر تلے ہوئے ہیں، یہ "خطا

اجتہادی" ناجائز کی کس قسم کے تحت داخل ہے؟؟؟ کیا حرام یا مکروہ تحریمی سے نیچے بھی کوئی ناجائز ہے؟ اور خطا اجتہادی حرام کی قسم ہے یا بطورِ تنزل مکروہ تحریمی کی؟ یہ جواب آپ کی ذمہ داری ہے تاکہ آپ کی کلام مرتبط ہو سکے اور ہم جیسے علمی یتیموں کو بھی استفادہ کا موقع ملے۔

تیسری بات:

اگر آپ کے قاعدہ کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو آپ اپنی گفتگو اور پیر صاحب کی گفتگو میں فرق دیکھیں۔

1): پیر صاحب نے امکانِ خطا بولا۔۔۔۔

آپ نے "خطا پر تھیں" بولا۔۔۔

2): پیر صاحب نے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے تمام اہلِ بیت کو لے کر بات کی۔۔۔ بلکہ سکھایا کہ:

بڑوں کے بارے میں کیسے بات کی جاتی ہے۔ اگر کرنا پڑے تو وہ اسلوب نہیں ہونا چاہیے جس سے بے ادبی کا شائبہ ہو، عموم کے بیچ لائیں، اشارے سے سمجھائیں، کنایات کریں۔ حالانکہ سوال سیدہ فاطمہ کے نام سے تھا تو پیر صاحب سیدھا نام لے کر کہہ سکتے تھے، لیکن اس میں بے ادبی کا شائبہ تھا اس لیے عمومی جملہ بولا۔

جبکہ جلالی صاحب نے سیدہ فاطمہ کو جدا کر کے نشاندہی کر کے خطا پر کہا۔۔۔۔

جلالی صاحب!

آپ دوسروں کو یتیم مفتی کہتے ہیں، کیا آپ عموم و خصوص کے احکام میں فرق نہیں جانتے؟

کیا آپ نہیں جانتے کہ "خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ" قرآن ہے جبکہ "کل شئ" کو ہٹا کر "القردة والخنازیر" لگانا جائز نہیں۔۔۔۔

(البنایۃ 2/186، التفسیر المظہری 3/438)

آپ کس دنیا میں رہتے ہیں اور آپ نے کونسی کتابیں پڑھی ہیں جن کی شیخی بگھارتے رہتے ہیں؟؟؟

پھر پیر صاحب کے کھاتے میں یہ بات ڈالنا الگ بد دیانتی ہے۔ آپ اپنے آپ کو پیر صاحب کا وارث کہتے ہیں جبکہ مسئلہ تعیین میں پیر صاحب کا موقف ہے کہ:

ان کے اس باہمی اختلاف کا فیصلہ کرنے کا اختیار ہمیں تو نہیں دیا گیا اور نہ ہی ہم سے سوال ہو گا کہ تم نے

فیصلہ کیوں نہیں کیا اور نہ ہم اس وقت اور موقعہ پر حاضر تھے اور نہ ان کے تنازعہ کے درمیان بولنا ہمیں زیب دیتا ہے۔

(ملفوظات مہریہ ص 111)

آپ کیسے وارث ہیں کہ اپنے مورث کا چہرہ بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔۔۔۔!!!

مزید بر آں:

پیر صاحب کی گفتگو میں دوسرا عموم بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ نے ازراہِ ادب مسئلہ کی نشاندہی نہیں، گو پیر صاحب کی بات اسی کے بارے میں ہو رہی تھی لیکن آداب سکھائے کہ کیسے کہنا ہے۔۔۔۔

لیکن آپ نے تو ٹھوک بجا کر اس مسئلہ کی نشاندہی کی جس میں آپ کے گمان میں سیدہ سے خطا ہوئی۔

جلالی صاحب!

آگے بڑھیں اور:

پیر صاحب کا اندازِ ادب دیکھیں، لفظِ "اگر" استعمال کرتے ہیں، یعنی وہ لفظ جو اہلِ لغت کی تصریح کے مطابق اظہارِ امکان کے وقت "بالفرض اور بفرضِ محال" کے معنی میں آتا ہے۔۔۔۔

پیر صاحب وہ لفظ بولیں جو ایسے مقامات پہ "بفرضِ محال" کے معنی میں آتا ہے اور آپ زور لگا کر کہیں:

خطا پر تھیں۔۔۔۔

یہ کونسی ترجمانی ہے پیر صاحب کی؟؟؟

پیر صاحب کے گفتگو کو مزید دیکھیں:

"کوئی خطا سرزد بھی ہو"

پہلے "اگر" کہا، پھر "کوئی خطا سرزد بھی ہو" کا اسلوب سیدھا "فرضِ محال" کی جانب اشارہ ہے۔ پھر "بمقتضائے بشریت" بول کر ان پاک ہستیوں کے عذر کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہ بات بیان کرتے ہوئے بھی "پاک گروہ" کہہ کر اندیشہ سوء کا ازالہ، سبحان اللہ کیا ادب بھرا انداز ہے۔۔۔

حضرت صاحب!

آپ کے اور پیر صاحب کے انداز میں دن رات کا نہیں، جنت دوزخ کا فرق ہے۔۔۔ پیر صاحب کے لفظ لفظ سے ادب ٹپک رہا ہے اور آپ کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔

نیز:

پیر صاحب کی گفتگو بطنِ کتاب کی حد تک ہے جبکہ آپ کا جواب بر سرِ منبر ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ اس کا بھی کوئی جواب دینے کی کوشش کریں لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ: لکلّ مقام مقال

نیز:

یہاں حاکم عرف ہے اور پیر صاحب کی گفتگو پڑھ کر اہلِ عرف کے مشامِ جان معطر ہو جاتے ہیں جبکہ آپ کی گفتگو نے اہلِ سنت کے قلوب کو چیر کر رکھ دیا ہے۔

سچ یہ ہے کہ:

آپ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی کی گفتگو کو سمجھے ہی نہیں۔ سائل نے پیر صاحب سے سوال کیا اور سوال کی بنیاد آیہ تطہیر کے من گھڑت مفہوم کو بنایا۔ جواباً پیر صاحب نے آیہ تطہیر کا درست مفہوم بیان فرما دیا۔ اس معاملے میں حق پر کون اور خطا پر کون تھا؟ اس کی نشاندہی پیر صاحب نے نہیں کی، بلکہ اس کی نشاندہی کے اپنے وظیفہ سے خارج ہونے کی صراحت کی، پھر آپ ضعیف اشارات اور رکیک کنایات سے پیر صاحب پر یہ بہتان کیسے باندھ سکتے ہیں کہ انہوں نے معاذ اللہ سیدہ فاطمہ کو خطا پر کہا؟؟؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کے ادارے میں رکیک اشارات اور ضعیف کنایات کے عبارت و صراحت پر رجحان کا اصول پڑھایا جاتا ہو؟

جلالی صاحب!

آپ اگر پیر صاحب کی کلام کو بغور پڑھ لیتے یا کسی سے سمجھنے کی کوشش کر لیتے تو آپ کو پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی پر بہتان باندھنے کی حاجت بھی نہ ہوتی، بلکہ پیر صاحب کے انداز پہ آپ کی روح و قلب کیف و مستی کی لذت سے فیضیاب بھی ہوتے۔

پیر صاحب کا انداز دیکھیے۔۔۔بات سیدہ کے مطالبہ فدک کی ہو رہی تھی، آیہ تطہیر کے من گھڑت معنی کا سہارا لیا جارہا تھا۔ پیر صاحب نے آیت کے درست معنی کی نشاندہی کی، لیکن اس معنی کے پیشِ نظر وہم ہو سکتا تھا(جیسے آپ کو ہوا) کہ اس کا مطلب یہ نکلا کہ سیدہ کا مطالبہ غلط تھا،اس ممکنہ وہم کے ازالہ اور سیدہ کی عظمت وشان کے اظہار کے لیے فرمایا:

"سیدۃ النساء کی تحریک اور سلسلہ جنبانی نے ہم کو سمجھا دیا کہ آیہ **یوصیکم اللہ فی اولادکم** میں خطاب امت کی طرف ہے"

سبحان اللہ!

چادرِ بتول کی پاسبانی کے زبانی دعوے دار پھسل گئے، اس مطالبہ کو خطا کہہ ڈالا۔ لیکن چادرِ بتول کے تقدس کے حقیقی پاسباں بولے:

یہ سلسلہ جنبانی تو اہم ترین مسئلہ کے حل کا ذریعہ بنی۔ یہ سلسلہ جنبانی نہ پائی جاتی تو "**یوصیکم**" میں مخاطب کی نشاندہی نہ ہوتی، یہ سیدہ طیبہ کا امت پر احسان ہے کہ آپ کی اس تحریک سے امتِ مسلمہ کو اتنا بڑا فیض ملا۔۔۔!!!

جلالی صاحب!

یہ انداز ہے اہلِ محبت کا۔۔۔

یہ طریقہ ہے رداءِ زہراء کی قدر وقیمت جاننے والوں کا۔۔۔

جہاں نقص کا شائبہ ہوا وہیں شان وعظمت کا بیان کیا تاکہ کسی کوتاہ فہم کی توجہ منفی پہلو کی طرف نہ چلی جائے۔۔۔

- یہاں آپ سے میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو معصومہ تو نہیں مانتے، محفوظہ مانتے ہیں یا نہیں؟

اگر آپ ہاں کہتے ہیں تو پھر "خطا پر تھیں" کے کیا معنی؟ خطا جب کر بیٹھیں تو محفوظ کہاں رہیں؟

ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں: خطا اجتہادی حفاظت کے منافی نہیں لہذا محفوظ خطا اجتہادی کر سکتا ہے، البتہ معصوم خطا اجتہادی نہیں کر سکتا۔۔۔

اگر آپ ایسا کہتے ہیں تو خود ساختہ نہیں بلکہ اس کا جزئیہ آپ کے ذمہ ہے، متکلمین نے جہاں حفاظت اور عصمت کا بیان کیا وہاں جزئیہ تلاش کریں۔۔۔

نیز یہ بتائیں کہ خطا اجتہادی تو عصمت کے بھی منافی نہیں ہوتی، پھر اس مقام پہ عصمت کے مقابل کیوں ذکر کی گئی؟؟؟

اور اگر آپ سیدہ کو محفوظ بھی نہیں مانتے، اور آپ کا انداز گواہ ہے کہ آپ سیدہ کو محفوظہ بھی نہیں مانتے۔۔۔

آپ تصریح کر دیں کہ آپ سیدہ کو محفوظ نہیں مانتے تو ہم آپ کی فکر سے نہیں الجھیں گے، لیکن آپ اس فکر کو اہلسنت یا پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی کے کھاتے میں ڈالیں گے تو ہم یہ نقب زنی آپ کو کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

چوتھا مرحلہ:

اس کے بعد تو جلالی صاحب نے حیران کر دیا۔ اگر آج ابن سینا، فارابی، ارسطو بلکہ افلاطون اور سقراط بھی زندہ ہوتے تو ان کی عقل دنگ رہ جاتی جو ضابطہ جلالی صاحب نے وضع کیا۔۔۔

جلالی صاحب نے دو ٹکڑوں میں عربی عبارت پڑھی:

"ان الامکان اذا کان متعلقا بالماضی کان مستلزما للوقوع"

لفظِ امکان جب کسی ایسی چیز کے بارے میں بولا جا رہا ہو جس کا وقوع ماضی میں ہو چکا ہے۔۔۔۔ ایسا امکان وقوع کو مستلزم ہو گا۔

قاعدہ تو ہوم میڈ تھا اور حوالہ شوالہ بھی کوئی نہیں تھا، اور ترجمہ شرجمہ بھی ذاتی تصرف کا شکار ہو گیا، لیکن سامعین کو متاثر کرنا ضروری تھا اس لیے فرمانے لگے:

ان لوری دینے والوں کو کیا پتا ہے کہ استلزام کیا ہے، استلزام کی قسمیں کیا ہیں اور امکانِ خطا کا مطلب و قوعِ خطا ہے۔۔۔

اور امکانِ خطا مستلزم ہے وقوعِ خطا کو۔۔۔۔

امکانِ خطا مانے بغیر وقوعِ خطا مانے بغیر، یہ کونسے لوگ ہیں جنہیں اتنا سینس نہیں ہے

پھر فرمایا:

میں نے جو عربی عبارت پڑھی ہے اس کے مقابلے میں عبارت لائیں کہ:

"ماضی کے ساتھ جب امکان شی کا تعلق ہو تو وہ اس شی کے وقوع کو مستلزم ہوتی ہے"، صرف امکان امکان نہیں ہوتا، ہاں مستقبل کا معاملہ اور ہے، ماضی اور حال کا معاملہ اور ہے۔

اقول:

ڈاکٹر صاحب آپ کا چرچہ بڑا سنا تھا لیکن آپ تو منطق، فلسفہ، علمِ کلام کے مبادی سے بھی غافل نکلے۔ دعوی امکان کا اور کبھی امکانِ نفس الامری کی جانب چلے گئے اور کبھی امکانِ وقوعی سے جا لپٹے، آپ کی گفتگو ببانگِ دہل کہہ رہی ہے کہ آپ کو امکان، امکانِ ذاتی، امکانِ عقلی، امکانِ استعدادی ووقوعی، امکانِ خاص، امکانِ عام مطلق، امکانِ عام مقید بجانب الوجود، امکانِ عام مقید بجانب العدم ایسی اصطلاحات کی کچھ خبر نہیں۔۔۔۔

حیرت کی بات ہے جسے لوگ "امام جلالی" کہتے ہوں، "محدث لاہوری"، "کنز العلماء"، "شیخ الاسلام" کہتے ہوں، جو چلا چلا کر دوسروں کو ڈگڈگی بجانے والا کہے، ایسا امام جلالی فلسفہ وکلام کے مبادی سے بھی غافل ہے۔۔۔

آپ نے مسئلہ امکانِ کذب بھی چھیڑ دیا، یقین جانیے کہ یہ آپ کے بس کی بات نہیں۔ کوئی کمینہ قسم کا امکانِ کذب کا قائل ٹکر گیا وہ تو دو منٹ میں آپ کو چت کر دے گا۔ آپ تو اعلیحضرت کی اردو میں لکھی تحریر بھی نہیں سمجھ پا رہے۔۔۔

ڈاکٹر صاحب!

آپ اپنی عزت نفس بچاتے بچاتے بری طرح الجھ گئے ہیں۔ آپ اپنے علاوہ سب کو علمی یتیم نہ سمجھیں، اہلسنت کی کھیتی بڑی زرخیز ہے، آپ کا پاؤں "زلفِ دراز" میں پھنس چکا ہے۔۔۔

آپ اپنے آپ کو منطقی، فلسفی یا کلامی جو بھی نام دیں، اس ضابطے کو سامنے رکھتے ہوئے بتائیں کہ: پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیتِ تطہیر کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی قسم کی بھی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے"

اس عبارت میں کونسا امکان ہے؟؟؟؟؟

لغوی یا اصطلاحی؟؟؟

اگر اصطلاحی تو ذاتی، عقلی، استعدادی، وقوعی، خاص، عام، مقید بجانب الوجود، یا بجانب العدم؟

اور چونکہ یہ گفتگو عصمت کی نفی میں ہے تو فرمایئے گا کہ عصمت کس معنی میں لیں گے:

الاجتناب عن الكبائر والأخلاق الباطلة الذميمة

يا:

اجتناب الصغائر مع الاجتناب عن الكبائر والأخلاق الباطلة الذميمة

يا:

ملكة اجتناب المعاصي مع التمكن منها

يا:

قوة من الله تعالى في عبده تمنعه عن ارتكاب شيء من المعاصي والمكروهات مع بقاء الاختيار

يا:

لطف من الله تعالى يحمله على فعل الخير ويزجره عن الشر مع بقاء الاختيار تحقيقا للابتلاء والامتحان

یا:

خاصية في نفس ناطقة لشخص أو في بدنه يمتنع بسببها صدور الذنب عنه

یا:

عدم خلق الله تعالى في العبد الذنب مع بقاء قدرته واختياره

یا:

عدم صدور ذنب لا عمدا ولا سهوا ولا خطأ

ان میں سے عصمت کے کونسے معنی کرتے ہیں جن میں "امکان" کے وہ معنی کیے جاسکیں جو آپ نے طے کرنے ہیں، نیز اس عصمت کی انبیاء کرام کے لیے اثبات اور اہلبیت سے نفی بھی کی جاسکے۔

پھر آپ نے جو عربی عبارت پڑھی:

"ان الامكان اذا كان متعلقا بالماضى كان مستلزما للوقوع"

یہاں امکان سے کونسا امکان مراد ہے؟؟؟

پھر آپ نے مسئلہ امکانِ کذب کا حوالہ دیا، امکانِ کذبِ باری کے قائلین "امکان" کے کیا معنی کرتے ہیں؟ اور حاشیہ کلنبوی میں تو آپ توجیہ نہیں کر پائیں گے، کیونکہ اس میں امکانِ وقوعی کی تصریح ہے۔ لیکن یہ وضاحت ضرور کیجیے گا کہ:

"الامكان الوقوعى انما يستلزم وقوع الطرف الممكن بالفعل بالقياس الى الزمان الماضى او الحال لا الاستقبال"

کو نچوڑ کر آپ نے اپنی زبان سے اداء کی گئی عبارت "ان الامكان اذا كان متعلقا بالماضى كان مستلزما للوقوع" کیسے نکالی؟؟؟

اور ہاں!

قوشجی کی شرح تجرید میں تصریح کے مطابق امکانِ استعدادی " التهيؤ للكمال بتحقق بعض الأسباب والشرائط وارتفاع بعض الموانع قابل للشدة والضعف بحسب القرب من الحصول والبعد عنه بناء على حصول الكثير مما لا بد منه أو القليل" سے عبارت ہے۔ تو ذرا

اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی کے جو دو حوالے دیئے ہیں، ان میں سے کسی ایک میں ہی سہی، قوشجی کی اس عبارت کی تطبیق تو کر دکھائیں۔۔۔۔

حضورِ والا!

اس کے مفہوم پہ آپ معمولی سی نظر کر لیتے تو آپ یہ جملہ کبھی نہ بولتے۔۔۔۔

امکان متعلق بالماضی کو وقوع لازم ہے تو بتایئے کہ:

ماضی میں بلکہ ازل میں عالم کا وجود ممکن تھا یا نہیں؟

سورج چاند ستاروں کا فنا ماضی میں ممکن تھا یا نہیں؟

میرا اور آپ کا مرنا ماضی میں ممکن تھا یا محال؟

قیامت کا قیام ماضی میں ممکن تھا یا نا ممکن؟

2018 میں آپ کا وزیرِ اعظم بننا ممکن تھا یا نہیں؟

جنابِ والا میں آپ سے کیا کیا پوچھوں اور آپ کو آپ کی غلطی کا حجم کیسے سمجھاؤں، یہ آپ کیا کہہ بیٹھے کہ:

"ماضی کے ساتھ جب امکان شی کا تعلق ہو تو وہ اس شی کے وقوع کو مستلزم ہوتی ہے"

آپ کو اپنے بیان کردہ ضابطہ سے بھی رجوع کرنا پڑے گی، اور ڈگڈگی والے جملے سے بھی۔۔۔۔

آپ نے اپنی گفتگو میں اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی نے لکھا:

"امکانِ کذب اس کی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو مستلزم ہے"

پھر آپ نے اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا: بولنے والے نے صرف امکانِ کذب کہا تو لازم کیا آئے گا؟ فعلیتِ کذب، دوامِ کذب، ضرورتِ کذب۔

پھر آپ نے اگلے صفحہ کی عبارت پڑھتے ہوئے کہا:

"تو لا جرم امکانِ کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا اور اس کی کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے۔"

حضورِ والا!

آپ کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق "امکان کو فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت لازم"
تعبیر کرتے ہوئے میرے قلب کی کیفیت غیر ہو رہی ہے لیکن بیان کرنا مجبوری نہ ہو تو اس زبان سے کبھی ایسی گفتگو نہ نکلے۔۔۔۔

آپ کی گفتگو سیدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی خطا پر چل رہی تھی۔۔۔۔

اب مجھے اعلیحضرت کے پہلے حوالے کی روشنی میں بتائیے کہ:

آپ نے سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خطا ممکن، بالفعل، دائمی اور ضروری قرار دی یا نہیں؟

آپ جانتے ہیں کہ دوام وضرورت کیا ہوتے ہیں؟؟؟

اعلیحضرت کے حوالے کو یہاں ملانے سے آپ کی گفتگو کا مطلب یہ بنا کہ:

(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) "سیدہ کا وصفِ خطا بالفعل بلکہ دائمی تھا یعنی جب تک سیدہ موجود رہیں دائمی طور پر خطا سے موصوف رہیں اور صرف دوام نہیں بلکہ سیدہ کا خطا سے موصوف ہونا ایسا ضروری تھا جیسا آپ کے لیے جسمیت، نمو، احساس، تحرک بالا ارادہ ضروری تھے۔۔۔۔!!!"

ڈاکٹر صاحب!

روزِ قیامت سیدہ کے والدِ گرامی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی بنیہ وبناتہ وسلم کے دربار کی حاضری کو یاد کیجیے۔۔۔

علمیت بگھارتے بگھارتے آپ نے سیدہ کو دائم الخطا بلکہ ضروری الخطا بنا دیا۔۔۔

امام جلالی صاحب!

آپ کی گفتگو کا یہ لزومی معنی کہاں سمائے گا؟ آسمان میں یا زمین میں؟

آسمان را حق بود گر خون بگرید بر زمین۔۔۔۔رب لا تہلکنا بما فعل السفہاء منا

ڈاکٹر صاحب!

سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے خطا کا مسئلہ تو آپ سے نہیں ہو پائے گا، لیکن اب میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ:

مسئلہ امکان میں کی گئی گفتگو کو دوبارہ سن کر اس کی وضاحت اور اس کا ارتباط بیان کر دیں۔ اور یہ جو دو چار سوال عرض کیے ہیں ان کا جواب دے دیں۔۔۔۔!!!

آپ نے تو 24 گھنٹے کا وقت دیا تھا میں آپ کو ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہوں، لیکن جواب لکھ کر دیجئے گا تا کہ جوشِ خطابت کے بجائے زورِ قلم سے جواب دیں۔۔۔۔۔۔۔!!!

ڈاکٹر صاحب!

کیا ہی اچھا ہوتا کہ جب آپ سے تقاضا کیا گیا تھا کہ "اپنی گفتگو کو سبقتِ لسانی قرار دے دیں اور خطا بمعنی خطا اجتہادی کہہ دیں" ، کاش آپ اس بات کو مان جاتے۔ لیکن آپ نے اس معمولی بات کو ماننے اور اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے دوسروں پر طعن اور اپنے علمی تفوق کا اظہار لازم سمجھا، لیکن آپ کی تقریر نے آپ کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

پانچواں مرحلہ:

"أراد أن يكحلها فأعماها"

اس مرحلہ میں جلالی صاحب نے حد ہی کر دی۔ اپنی غلطی کو چھپانے کے لیے انبیاءِ کرام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کی عصمت پہ ہاتھ ڈال دیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

جلالی صاحب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بابت بولے گئے رسوائے زمانہ جملہ کو درست کہنے کے اصرار میں فرمانے لگے:

یہاں ایک یہ بات بھی ذہن میں رکھی جائے کہ ایک ہے امکانِ خطا، دوسرا ہے وقوعِ خطا۔ وقوعِ خطا جو ہے بعض معاملات میں، ہر ایک میں نہیں، بعض تعبیر کے اندر وقوعِ خطا مگر بدون البقاینی خطا کا وقوع تو ہو مگر

اس پر بقاء نہ ہو تو پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو نبوت کے بھی منافی نہیں۔یعنی ایسی خطا تو معصوم میں بھی ہوسکتی ہے کہ جو تعبیر میں ہے اور باقی نہیں رہی وہ خطا جو ہے اس میں بقاء نہیں تو پھر تو وہ شانِ معصوم کے بھی منافی نہیں، غیر معصوم کے لحاظ سے اسے توہین کیسے کہا جاسکتا ہے؟

اس سلسلہ میں شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح صفحہ نمبر 57، پیر صاحب لکھتے ہیں، نبوت کے بارے میں، سارے عبارت سامنے رکھ کے اس کو دیکھیں:

"اور تعبیر میں اگرچہ وقوعِ خطا ممکن ہے۔۔۔

پھر تاکید کرتے ہوئے کہا: "وقوعِ خطا" ، نبوت کی بحث یہاں ہو رہی ہے۔

"اور تعبیر میں اگرچہ وقوعِ خطا ممکن ہے مگر بقاء علی الخطاء نبی کی عصمت کو باطل کرتا ہے۔"

پھر ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا: "وقوع باطل نہیں کرتا"

تو معصوم کا مطلب کیا ہوا: کہ تعبیر کے اندر خطا کا وقوع جس پر بقاء نہ رہے، وقوع ہو اور فوراً اس کے بعد مسئلہ ختم ہے تو یہ تو عصمت کے بھی منافی نہیں، عصمت کی بھی توہین نہیں، توہینِ نبوت بھی نہیں، تو یہ کس منہ سے۔۔۔ولایت کے اندر معصومیت سے نیچے جاکر وقوعِ خطا جس میں بقا نہیں اس کو توہین بناتے ہیں، اس کو گستاخی قرار دے رہے ہیں۔۔۔

پھر انگلی لہراتے ہوئے کہا: وقوعِ خطا۔۔۔!!!

اقول:

انا للہ وانا الیه راجعون أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاهُ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا

محدثِ لاہوری!

بتایئے کہ گفتگو کس خطا میں چل رہی ہے؟؟؟

جو خطا عصمت کے منافی ہے یا جو منافی نہیں؟؟؟

پیر صاحب کا یہ جملہ جس کی غلط تشریح نے آپ کو یہاں تک پہنچایا، اس کو سامنے رکھ کر فرمائیں:

"آیتِ تطہیر کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہے اور ان سے کسی بھی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے"

ڈاکٹر جلالی!

جب گفتگو اس خطا پر چل رہی ہے جو عصمت کے منافی ہے تو اب بتایئے آپ انبیاءِ کرام سے کس خطا کے "وقوع" کے قائل ہیں؟

امکان نہیں قبلہ آپ نے زور دیا "وقوووووع"

ویسے بھی آپ کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق امکان کو وقوع لازم، تو مطلب یہ بنا کہ:

"انبیاءِ کرام سے ایسی خطائیں واقع ہوئیں جو عصمت کے منافی تھیں"

اور فقط اتنا ہی نہیں: آپ فرما چکے کہ "امکان کو فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت لازم"

بنابریں آپ کی گفتگو کا مطلب یہ بنے گا کہ "خطا فی التعبیر جو عصمت کے منافی ہو وہ نبیوں سے ممکن بلکہ بالفعل بلکہ نبیوں کے وجود کو یا وصفِ نبوت کے ساتھ دائمی بلکہ ضروری ممتنع الانفکاک۔۔۔۔"

جلالی صاحب کہاں پہنچے؟؟؟

یہ ساری گفتگو آپ ہی کے وضع کردہ اصول کے مطابق کی ہے، میں نے جیب سے کوئی حوالہ نہیں دیا، لیکن یہ دیکھ لیں:

یہ آپ کی گفتگو کے لازم معنی ہیں، لزوم اور التزام میں فرق ہے، اب بھی آپ کے پاس وقت ہے واپس آ جایئے ورنہ بعد از التزام آپ جانتے ہیں کہ کیا ہو گا۔۔۔۔ میں تھوڑا سا محتاط آدمی ہوں اس لیے ابھی صراحت نہیں کر رہا ورنہ آپ اپنی گفتگو کے لازم معنی کو ایک بار پھر پڑھ لیجیے:

"خطا فی التعبیر جو عصمت کے منافی ہو وہ نبیوں سے ممکن بلکہ بالفعل بلکہ نبیوں کے وجود کو یا وصفِ نبوت کے ساتھ دائمی بلکہ ضروری ممتنع الانفکاک۔۔۔۔"

یہ کتنی بڑی گستاخی بن رہی ہے، آپ باصلاحیت آدمی ہیں، آپ کو بتانے کی حاجت نہیں۔۔۔۔!!!

اور آپ کو اس بات سے بھی توبہ کرنا پڑے گی جو آپ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی پر بہتان باندھ رہے ہیں۔

بعبارة اخری:

ہماری گفتگو اس خطا کے بارے میں چل رہی ہے جو عصمت کے منافی ہے، یہ بتایئے کہ جب خطا منافی عصمت پہ حوالہ پیش کیا تو کونسی خطا مراد ہے؟

منافی عصمت یا غیر منافی؟

اگر غیر منافی تو حوالہ بے محل، صرف اپنے تفوق کے اظہار کے لیے حوالہ دیا۔

اور اگر منافی تو انبیاء کی عصمت کا انکار، اور صرف انکار نہیں آپ کے نزدیک امکان کو فعلیت لازم بلکہ دوام وضرورت بھی۔۔۔

تو انبیاء کرام کی ذوات کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خطا منافیٔ عصمت ایسی ضروری جیسی ذات کو ذاتیات۔۔۔۔

بتایئے اس سے بڑا۔۔۔۔۔۔۔ کیا ہوگا؟؟؟

ایک اور سوال کا جواب بھی آپ کے سر ہے:

آپ کی گفتگو کے مطابق: پیر مہر علی شاہ صاحب کے نزدیک خطا منافی عصمت، سب نہیں بعض، انبیاء سے واقع، آپ نے وقوع پر بڑا زور دیا کیونکہ آپ سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو "خطا پر تھیں" ثابت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ آپ کا انداز گواہ ہے کہ آپ کو امکان، وقوع اور اس قسم کی اصطلاحات کے صرف نام یاد ہیں، جیسے آپ کی زبان سے مستلزم کے تلفظ کا اسلوب مشعر کہ آپ کو اس کے معنی کی بھی خبر نہیں، یہ بات اپنی جگہ ہے کہ علمی یتیم باقی سب ہیں۔

بہر حال آپ یہ فرمائیں کہ انبیاء سے بعض خطا منافی عصمت کے وقوع کی کوئی خاص وجہ ہے؟

اور اس بعض کے علاوہ اگر واقع نہیں ہوتیں تو وہی بعض کیوں؟

اور منافی عصمت تو ویسے ہی ہے، جب ہو گئی تو اس پہ بقا کیوں ممکن نہیں؟

اور کیا وجہ ہے کہ پیر صاحب صدور کو منافی نہیں مان رہے لیکن بقا کو عصمت کے منافی مان رہے ہیں۔۔۔۔۔

جی ہاں جلالی صاحب!

پیر صاحب صدورِ خطا کو عصمت کے منافی نہیں مان رہے اور آپ اس کا حوالہ دے رہے ہیں اس خطا پر جو اپنی ذات میں عصمت کے منافی ہے۔۔۔ کہیں غلطی تو نہیں ہو گئی آپ سے؟؟؟ ویسے ہو تو نہیں سکتی لیکن دوبارہ مطالعہ کر لیں۔

اور ایک اس چیز کی بھی نشاندہی فرما دیں کہ شمس الہدایۃ کی عبارت میں خطا سے مراد مطلق خطا ہے یا اجتہادی؟

اگر مطلق تو پھر آپ "تصفیہ مابین سنی وشیعہ" کی عبارت میں خطا اجتہادی کا شور کیوں کر رہے ہیں؟ اور اس عبارت کو اس پہ بطورِ حوالہ کیوں پیش کر رہے ہیں؟

اور اگر خطا اجتہادی تو کیا وجہ ہے کہ صدور منافی عصمت نہیں جبکہ بقا منافی عصمت ہے؟؟؟

تھوڑی وجاحت تو فرمائیں قبلہ۔۔۔!!!

چھٹا مرحلہ:

جلالی صاحب نے بڑی تعلی سے فواتح الرحموت کا حوالہ پیش کیا اور ان پر اعتراض کنندگان کا مذاق بھی اڑایا، اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں یہ تعلی اور اہلِ علم کی تحقیر ان کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ فواتح الرحموت کی عبارت ملاحظہ ہو:

وأهل البيت كسائر المجتهدين يجوز عليهم الخطأ في اجتهادهم وهم يصيبون ويخطؤن وكذا يجوز عليهم الزلة وهي وقوعهم في أمر غير مناسب لمرتبتهم من غير تعمد كما وقع من سيدة النساء رضي الله تعالى عنها من هجر انها خليفة رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم حين منعها فدك من جهة الميراث ولا ذنب فيه

(فواتح الرحموت 3/488)

جلالی صاحب!

یہ عبارت تو آپ کی مؤید نہیں لیکن دو تین دنوں سے آپ کے حامی اور پھر آپ کے پیش کرنے کے انداز نے آپ کے علم کی قلعی کھول دی ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے مطلق خطا کے وقوع کا کہا جبکہ یہاں خطا اجتہادی کا بیان ہے۔

یہاں "یجوز" ہے اور آپ نے "خطا پر تھیں" کہا۔

یہاں پر دو عموم ہیں:

1) مسئلہ کے لحاظ سے عموم

2) شخصیت کے لحاظ سے عموم

جبکہ آپ کی گفتگو میں دو خصوص ہیں:

1) مسئلہ کے لحاظ سے خصوص

2) شخصیت کے لحاظ سے خصوص

ویسے تو آپ دوسروں کو علمی یتیم سمجھتے ہیں لیکن اس عمومم و خصوص کا فرق آپ کی نظر میں کیوں نہیں آیا؟ یا آپ سمجھے کہ بڑی کتاب کا حوالہ ہی کافی ہے، بھلے کچھ بھی پڑھ کر سنا دیا جائے یا آپ سمجھتے ہیں کہ عموم و خصوص کا حکم یکساں ہے؟

مسئلہ کے لحاظ سے عموم کا مطلب یہ ہے کہ: یہ حکم عام ہے کہ اجتہادی خطا ہو سکتی ہے لیکن خاص مسئلہ کو لے کر اسے خطا نہیں کہا گیا۔۔۔ اور عرف کے لحاظ سے عموم و خصوص میں فرق ہے۔ آپ کسی بڑی شخصیت کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ معصوم نہیں، مثلاً "اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی معصوم نہیں تھے اور ان سے خطا ممکن ہے" اور پھر کسی خاص مسئلہ کو لے کر کہیں کہ "اس مسئلہ میں اعلیحضرت خطا پر تھے" آپ کو ردِ عمل کے فرق سے اندازہ ہو جائے گا کہ عمومی حکم اور خاص حکم میں فرق ہے یا نہیں۔

یونہی خاص کسی شخص کا نام نہیں لیا گیا کہ "سیدہ سے خطا ہو سکتی ہے" جبکہ آپ نے سیدہ کی نشاندہی کی۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ہم کہیں کہ مشائخ سے غلطی ہو سکتی ہے تو امید ہے کہ آپ کو اعتراض نہیں ہو گا،

لیکن اگر ہم کہیں کہ "پیر جلال الدین شاہ صاحب سے خطا ہوئی" تو امید ہے کہ آپ کی غیرت بھی جوش مارے گی۔۔۔(جلالی بھائیوں سے بصد معذرت، میں بھکھی شریف اور جلالی اداروں کے خوشہ چینوں سے ہوں، جلالی علماء میرے اساتذہ ہیں، میں پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کے نوکروں کا نوکر، یہ جملے صرف سمجھانے کے لیے عرض کیے ہیں۔)

مجھے یقین ہے کہ آپ عموم وخصوص کے فرق کو جانتے ہوں گے، کیونکہ ہم آپ کی طرح آپ کو علمی یتیم نہیں کہیں گے، آپ کے علم کے معترف ہیں لیکن اپنی غلطی کو درست ثابت کرنے کے لیے جو آپ اصول وضوابط کی خلاف ورزی کر رہے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔

چوتھی چیز جو آپ نے علمی دیانت کا خون کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے "کماوقع" سے سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے "صدورِ خطا" مراد لیا ہے۔۔۔اگر آپ نے دانستہ طور پہ ایسا کیا تو آپ پر افسوس ہے اور اگر نادانستہ ایسا کیا تو دوسروں کو علمی یتیم کہنا چھوڑ دیں۔ عبارت کو سامنے رکھ کر دیکھیں کہ یہ کس چیز کی مثال دی جارہی ہے؟

خطا کی یازلۃ کی؟

آپ نے صراحت کی ہے کہ یہ مثال خطا کی ہے، لیکن آپ اور آپ کی ساری ٹیم ایڑی چوٹی کا زور لگالیں تو اسے خطا اجتہادی کی مثال نہیں بناسکتے۔۔۔۔!!!

اگر یہ خطا کی مثال ہے تو فرمائیں کہ: اسے زلۃ کے بعد ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟، خطا کے متصل بعد کیوں نہیں بیان کیا گیا؟

نیز یہ فرمائیں کہ: جب یہ زلۃ کی مثال بن سکتی ہے تو "خطا اجتہادی" کی مثال بنانا جو بعید ہے، اس پہ کیا قرینہ ہے؟

اور صرف قرب نہیں، بلکہ " کماوقع " یعنی "مثل وقوع" ، "وھي وقوعھم " سے مکمل مناسبت کے سبب "وقوعھم " کی مثال ہونے میں نص کی مانند ہے۔

یہ مہربانی کیجیے گا کہ "وقع" کی ضمیر مذکر کو لے کر جواب مت بنائیے گا ورنہ مجھے نحو کا درس بھی دینا پڑے

گا۔۔۔!!!

اور اگر آپ کے بقول یہ اشارہ خطا اجتہادی کی طرف ہے تو آپ تقریر فرمائیں گے کہ "سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو ہجران (بر تقدیرِ وقوع) خطا اجتہادی کیسے بنے گا؟؟؟"

اگر آپ اسے خطا اجتہادی کی مثال بنا رہے ہیں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کے جس فعل کو ذکر کیا گیا ہے اسے خطا اجتہادی کی تعریف پر منطبق کر کے دکھائیں۔۔۔!!!

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَارْقبُوا محمداً - صلى الله عليه وسلم - في أهل بيتِهِ

اگر بالفرض خطا کی بھی ہو جب بھی آپ کی تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ نے مطلق خطا کہا ہے جبکہ یہاں اشارہ خطا اجتہادی کی جانب ہے۔وبينهما بعد المشرقين

یہاں پر مفتی حنیف قریشی صاحب نے مجھے توجہ دلائی کہ آپ سے پوچھوں کہ:

آپ کا دعوی کیا تھا؟؟؟

یہی نا کہ: "مطالبہ فدک کے وقت خطا پر تھیں"

اب آپ یہ فرمایئے کہ جس عبارت کو آپ اپنی تائید میں پیش کر رہے ہیں اس میں "مطالبہ فدک" کا ذکر ہے یا "ھجران" کا؟؟؟

جلالی صاحب ویسے تو ہم لوگ علمی یتیم ہیں لیکن ایک اصطلاح "تقریب" کہلاتی ہے، دعوی اور دلیل میں موافقت نہ ہو تو تقریب نہیں ہوتی، بالفاظِ دیگر تقریب تام نہیں ہوتی۔ اور یہاں موافقت کجا مکمل مباینہ ہے۔۔۔ اگر اسے خطا کی مثال بنایا جائے جب بھی آپ کے دعوی کے موافق نہیں چہ جائیکہ جب اس کا خطا سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

جلالی صاحب!

تھوڑا نیڑے آؤ۔۔۔

آپ نے کہا:

مثال جو ہے میں اس کا ترجمہ نہیں کرتا لیکن عبارت میں پھر پڑھ کے سنا دیتا ہوں:

" كما وقع من سيدة النساء رضي الله تعالى عنها من هجر انها خليفة رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم حين منعها فدك من جهة الميراث"

جلالی صاحب!

میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ نے اس کے معنی کیوں نہیں کیے؟؟؟

آپ نے کیوں کہا کہ "میں اس کا ترجمہ نہیں کروں گا" البتہ عبارت دوبارہ پڑھ دیتا ہوں؟

محترم! یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کو اس کا ترجمہ آتا نہ ہو، پھر باقی ساری عبارتوں کے ترجمے اور تشریح کرنے کے باوجود اس ایک جملے کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ ٹھٹھک کیوں گئے؟؟؟

اپنے ایمانی دل سے جواب دیجیے کہ آپ کو غیر مناسب لگا یا نہیں؟؟؟

اگر آپ کو غیر مناسب لگا تو پھر آپ کے نزدیک بھی "سیدہ فاطمہ سے خطا ہوئی" کہنا نا مناسب جملہ ہے اور ہماری گزارش بھی روزِ اول سے یہی ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپ کے گمان میں جب کہ یہ مثال خطا اجتہادی کی بنے تو پھر تو آپ کو محض اتنا کہنا تھا کہ "جیسے سیدہ فاطمہ سے خطا اجتہادی ہوئی" لیکن آپ کو یہ بھی مناسب نہیں لگا اور آپ کے ایمانی دل نے اس کے تلفظ سے آپ کو روک دیا، لیکن اس سے پہلے جو کچھ آپ کہہ چکے اور عجیب و غریب اور انتہائی تکلیف دہ لہجے میں آپ نے تکرار کیا کہ "خطا پر تھیں" (اعاذنا اللہ من ذلک) اگر اجتہادی کی قید کے ساتھ بولنا بھی نامناسب ہے تو اب آپ ہی بتائیے کہ مطلق خطا کہنا کیسے ٹھیک ہے؟

اور اگر آپ نے کسی دوسری وجہ سے مخصوص اس عبارت کا ترجمہ چھوڑ دیا تو ازراہِ عنایت اس کی وضاحت فرمائیے۔

جلالی صاحب! جے نیڑے ہوتے ہک گل ہور دسو!

جب آپ کی کل والی گفتگو میں پچھلے کلپ کو ایڈ کیا گیا تو "خطا کا امکان تھا" پر ویڈیو کاٹ کیوں دی؟؟؟

جس جملہ پر بحث چل رہی ہے اسے کیوں نہیں سنایا گیا؟؟؟
حالانکہ بحث ہی اس پر چل رہی ہے تو پھر یہ جملہ محذوف کیوں ہوا؟
حضورِ والا!

ہم جانتے ہیں کہ آپ سنی ہیں، عالم ہیں، آپ کے دل میں دھڑکنے والا دل اہلِ بیت کی محبت میں دھڑکتا ہے، اور وہ محبت اب بھی ہے، بس آپ اپنی غلطی نہیں ماننا چاہ رہے۔۔۔۔
اگر آپ کے دل میں محبتِ سیدہ نہ ہوتی تو آپ متکلم فیہ کلام کو حذف نہ کرتے، آپ فواتح کی عبارت کا ترجمہ ضرور کرتے۔۔۔ سوچیے جلالی صاحب اور ضدمت کیجیے۔۔۔!!!

ساتواں مرحلہ:

اس مرحلے میں آپ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ "خطا پر تھیں" میں میری مراد "خطا اجتہادی" تھی۔۔۔۔
آپ کی مراد کیا تھی، یہ بات اپنی جگہ لیکن یہ بتایئے کہ جس انداز میں آپ نے بولا وہ انداز عرف میں بے ادبی والا ہے یا نہیں؟
کیا جن لوگوں کے سامنے آپ تقریر کر رہے تھے ان سب کو یا اکثریت کو "خطا اجتہادی" کی خبر تھی؟
اگر ان سب کو یا اکثر کو "خطا اجتہادی" کی خبر تھی تو کیا ان کے سامنے "خطا" بمعنی "خطا اجتہادی" کثیر الاستعمال ہے حتیٰ کہ ان کی نگاہ میں متبادر ہو چکا لہٰذا اخلافِ مراد کا وہم بھی باقی نہیں رہا؟
جلالی صاحب!
آپ کے انداز اور گفتگو کے بے ادبی نہ ہونے کے لیے یہ لازم ہے کہ مخاطبین سبھی یا اکثر اس سے وہ معنی سمجھیں جو بے ادبی نہیں، اور اس کے لیے امورِ مذکورہ بالا کا اثبات آپ کے ذمہ قرض۔۔۔۔
مزید یہ بھی فرمایئے کہ:
یہ جو بیان آپ نے اتنے مہینوں بعد فرمایا یہ بیان کی کونسی قسم بنے گا؟
اور کیا وہ مفصولا بھی جائز ہے؟

اگر مفصولا جائز تو کیا اتنا فصل بھی جائز کہ مہینوں گزر جائیں اور بیان اس کے بعد آئے جب بھی وہ بیان معتبر ہو گا؟

اس پر تھوڑی روشنی ڈالیے گا۔

آپ نے تو اب بھی ساری تقریر میں "خطا، خطا، خطا" کا رٹا لگایا اور عوام کے لیے وضاحت فرماتے ہوئے آخر میں جا کر اجتہادی کی قید لگائی، بلکہ آپ نے تو انبیاءِ کرام کے لیے بھی خطا کے وقوع پر اصرار کیا۔

جلالی صاحب!

اپنی غلطی مت مانیے گا بھلے انبیاءِ کرام کی عصمت پر بھی ہاتھ ڈالنا پڑے۔۔۔

ویسے یہ بتائیں کہ دربارِ الٰہی سے بھی خطا کا تعلق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ تا کہ ہمیں اندازہ ہو سکے کہ آپ کا اگلا ہدف کیا ہو گا۔۔۔!!!

آپ نے فرمایا:

جو بولتا ہے وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔۔۔

اقول:

یہ بات تو درست ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ ایسے معنی بیان کرے جس کا ارادہ درست ہو، ورنہ کوئی زمین بول کر آسمان اور سورج بول کر بیل مراد لے لے تو کیا آپ اسے اجازت دیں گے؟

پھر آپ نے خطا کے معنی کے لیے مفردات کا سہارا لیا، مفردات میں خطا کے تین معنی بیان کیے گئے ہیں:

1): أن تريد غير ما تحسن إرادته فتفعله، وهذا هو الخطأ التام المأخوذ به الإنسان

2): أن يريد ما يحسن فعله، ولكن يقع منه خلاف ما يريد

3): أن يريد ما لا يحسن فعله ويتفق منه خلافه

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ ان تین معانی میں سے آپ نے پہلے اور تیسرے کو چھوڑ کر صرف دوسرے کو بیان کیا۔۔۔

نیز بات اردو میں اردو دانوں کے بیچ ہو رہی ہے اور ارادہ ایسے معنی کا ہو رہا ہے جس کی سامعین میں سے کسی کو یا ایک دو کے علاوہ باقی کو خبر ہی نہیں۔۔۔۔

اور اگر اصطلاحی معنی ہی مراد لینا تھے تو آپ کا لفظ مطلق تھا اور بتقاضائے "المطلق ینصرف الی الفرد الکامل" پہلے معنی مراد ہونے چاہییں، کیونکہ خطا کا فردِ کامل وہی ہے۔

مزید حیرت ہے آپ کے علم پر کہ دعوی ہے خطا اجتہادی کا لیکن تعریف ایسی جو غیر مطرد۔۔۔۔

اگر آپ بات نہ سمجھے ہوں تو یہ بتایئے کہ تعریف کے بعد تین مثالوں میں سے پہلی مثال پر بھی اجر ہے؟ یعنی جو آدمی غلطی کر بیٹھتا ہے اسے غلطی پر ثواب ہے؟

تیسری مثال جو ایمان دار کے قتلِ خطا کی ہے، کیا کسی ایمان دار کو خطا قتل کر دیا جائے تو اس پہ بھی اجر و ثواب ہے؟؟؟

امام صاحب!!!

دوسروں کو علمی یتیم کہتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانک لیا کریں۔ آپ کو اپنے علم پہ اتنا فخر ہے اور دوسروں کو کسی کھاتے میں شمار نہیں کرتے تو کم از کم تھوڑی بہت توجہ کر کے بات کیا کریں۔۔۔ صرف اپنے معتقدین کو یہ باور کروانا کہ "ہمچو ما دیگرے نیست" اس سے جاہل

اور کم علم طبقہ تو قائل ہو جاتا ہے لیکن اہلِ علم کے ہاں دال نہیں گلتی۔

آپ نے تو گفتگو میں اتنی توجہ نہیں کی کہ مفردات کا حوالہ دینے کے بعد "التوقیف" کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "انہوں نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے" ، حالانکہ "التوقیف" میں مفردات ہی کی عبارت مفردات ہی کے حوالے سے درج ہے، ایک لفظ بھی زیادہ نہیں، زیادہ تفصیل کہاں سے آ گئی؟

لیکن جب انسان کی سوچ صرف دوسروں پر جرح و قدح کی ہو تو ایسی کیا اس سے بڑی بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

جلالی صاحب!

آپ کا کہنا ہے کہ میری مراد "خطا اجتہادی" تھی، آپ تو پیر صاحب کی ب کی تشریح کے مدعی ہیں تو بتایئے کہ:

پیر صاحب کی مراد خطا اجتہادی ہے یا مطلق؟

اگر اجتہادی تو اس میں عفو و تطہیر کیسی؟ اس کے معنی تو آپ اجر وثواب کر رہے ہیں جبکہ پیر صاحب عفو و تطہیر کی بات کر رہے ہیں۔ کیا اجر وثواب کو بھی عفو و تطہیر کی حاجت ہوتی ہے؟

نیز اگر خطا سے مراد خطا اجتہادی ہے تو اس میں اہلبیت کی کونسی تخصیص ہے؟؟؟ آپ نے خود زور وشور سے احادیثِ طیبہ بیان کیں کہ سبھی مجتہدین کو خطا پہ اجر ہے، جبکہ یہاں اس خطا کی بات ہو رہی ہے جس پر عفو و تطہیر اہلِ بیت کا خاصہ ہے، پیر صاحب نے صراحت فرمائی:

"اور اذہاب الرجس و تطہیر بدیں معنی یعنی سب عیوب سے پاک کر دینا انہی کا حصہ ہے۔"

مزید بر آں آپ نے جو "ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہو سکتیں، ناجائز امر" اس پہ جو اتنا زور لگایا اور کہا کہ سوال اس کے بارے میں ہے تو جواب بھی اسی کے بارے میں ہے۔ تو بتایئے کہ:

خطا اجتہادی ناجائز امر کا ارتکاب ہے؟؟؟؟؟ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ

جب اس خطا کی بات ہو رہی ہے جو "ناجائز امر" ہے تو بتایئے کہ یہ خطائے معصیت بنے گی یا نہیں؟

پھر جب آپ اسی کلام کی تشریح کر رہے ہیں تو آپ کی کلام میں بلا قرینہ بلکہ خلافِ قرینہ خطا اجتہادی کہاں سے آگیا؟؟؟

مزید فرمایئے کہ: خطا اجتہادی اور عصمت کا قسیم ہے یا اس کے تحت داخل ہو سکتی ہے؟

اگر عصمت کا قسیم ہے تو انبیاءِ کرام کے مخصوص افعال جیسے سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی جانب سے اکلِ شجرہ وغیرہ کی توجیہ کیا ہو گی؟ حضرت آدم علیہ السلام کو معصوم مان کر خطا اجتہادی تو کہہ نہیں سکتے، الا آنکہ خطا اجتہادی کہنے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی عدمِ عصمت کا قول کریں۔ معاذ اللہ من ذلک

اور اگر عصمت کے تحت داخل ہے اور یقینا داخل ہے تو پیر صاحب نے عصمت کے مقابل جس خطا کو ذکر کیا وہ آپ نے اجتہادی کیسے بنالی؟؟؟هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ

جلالی صاحب!

چلیں آپ ہی کی مان لیتے ہیں۔ہماری ساری گفتگو غلط اور آپ کی ساری صحیح۔۔۔

آپ کا دعوی ہے کہ میری مراد خطا اجتہادی تھی۔۔۔!!!

آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ سیدہ کے مطالبہ فدک کو خطا اجتہادی ثابت کریں۔۔۔۔!!!

24 گھنٹے کا نہیں، ایک ہفتے کا وقت ہے آپ کے پاس آپ ثابت کریں کہ سیدہ کا یہ فعل یعنی مطالبہ فدک خطا اجتہادی تھا۔۔۔!!!وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

اس کی طرف بھی توجہ مجھے مفتی حنیف قریشی صاحب نے دلوائی۔فجزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء

حضورِ والا!

آپ سے گزارش کی گئی تھی کہ "اپنی غلطی کا اعتراف کرلیں اور گفتگو میں ترمیم کردیں"

لیکن آپ "نہ جھکنے والے نہ دبنے والے" ، علماء ومشائخ کو جلی کٹی سناتے ہوئے مقامِ استدلال میں تشریف لے آئے تو ضرور آیئے۔۔۔۔۔

آپ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے تو دوسری بات تھی، لیکن آپ کہیں کہ باتوں کے زور سے آپ اس خطا کو مروڑلیں گے تو"یہ آپ کے بس کی بات نہیں"

متفرقات

- آپ نے کہا:

پیر صاحب نے ماضی کی ایک معین بات کے بارے میں امکان کہا تھا۔اور ماضی کی معین بات جو ہو چکی ہے ماضی میں اس پر جب امکانِ خطا کا لفظ بولا جائے گا تو اصول کی روشنی میں وہ مستلزمِ وقوع ہو گا۔

یہ بات اپنی جگہ ہے کہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی نے معین بات کے بارے میں نہیں کہا بلکہ ایک عمومی ضابطہ بیان کیا، لیکن آپ کی مان لیتے ہیں کہ معین بات کے بارے میں کہا۔۔۔۔

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بریں تقدیر خطا سے "ہر خطا" ہے یا "بعض معین" یا "جنس"؟ اور فردِ منتشر تو ہو نہیں سکتا کہ آپ تعیین پہ نص کر چکے۔

اگر ہر خطا مراد ہے اور آپ کے بقول وقوع کو مستلزم ہے تو مطلب یہ بنا کہ (معاذ اللہ، خاکم بدہن) "سیدہ سے ہر خطا واقع ہو چکی ہے" كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِكمْ إِنْ تَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا

اور اگر "بعض معین" تو وہ بعض معین کونسا؟

آپ کے بقول "مطالبہ فدک" جو واقع ہو چکا۔۔۔ تو اب فرمایئے کہ اس کے ماسوا ممکن ہے یا محال؟

اگر ماسوا ممکن تو خاص اس فرد کے ساتھ تعلیق کی وجہ؟

اور اگر محال تو عصمت متحقق جس کے پیر صاحب قائل نہیں۔۔۔۔!!!

اور اگر جنسِ خطا مراد ہو تو وجودِ خارجی میں کسی فرد کی محتاج، بتایئے کہ وہ فرد کونسا ہے؟

آپ کے بقول "مطالبہ فدک" ہونا چاہیے، تو بتایئے جنس ممکن اپنے بعض افراد کے ضمن میں واقع ہو چکی، اس کے بعد بھی جنس حدِ امکان میں ہے یا حدِ امتناع میں داخل ہو چکی؟

اگر حدِ امکان میں ہے تو اس کو وقوع لازم یا نہیں؟

اگر وقوع لازم تو یوں جب تک جمیع افراد کے ضمن میں متحقق نہ ہو گی یہ امکان وو قوع چلتا رہے گا آخر کار سیدہ سے ساری کی ساری خطائیں واقع ہو کر ہی یہ امکان اپنے انجام کو پہنچے گا (معاذ اللہ، سُبحانَکَ ھٰذا بُھتانٌ عَظِیمٌ) ، بلکہ پھر بھی ممکن ہی رہے گا ورنہ انقلابِ ماہیت لازم آئے گا۔

اور اگر آپ شقِ ثانی لیں کہ وقوع لازم نہیں تو آپ کا ضابطہ منقوض۔۔۔۔!!!

عجب الجھن میں آیا سینے والا جیب و داماں کا

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا، جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

امام جلالی!

لوگوں کے سامنے اصولِ فقہ، علمِ کلام، منطق کا نام لینے سے یہ علوم آ نہیں جاتے۔۔۔ ان کے لیے اساتذہ کی نوکری کے ساتھ ساتھ سیدہ کی غلامی بھی ضروری ہے۔۔۔۔!!!

- آپ نے کہا:

اجماعی عقیدے کے خلاف توہین کے لفظ بولنے والے ہوش کریں۔۔۔۔

سوال یہ ہے کہ: "خطا پر تھیں" اجماعی عقیدہ ہے یا "امکانِ خطا" اجماعی عقیدہ ہے ؟؟؟

آپ ساری زندگی لگے رہیں بلکہ تا قیامِ قیامت "خطا پر تھیں" پر اجماع ثابت نہیں کر سکتے۔ اجماع تو ممکن ہی نہیں آپ صرف ایک لائقِ اعتماد عالم کا ایک جملہ نہیں لا سکتے۔

رہی بات "امکانِ خطا" کی تو یہ آپ کا دعوی ہی نہیں، آپ دھوکہ دہی سے کام کیوں لے رہے ہیں؟

آپ اتنا زور سے اور اسٹوڈیو میں بیٹھ کر چلا چلا کر کہیں گے کہ " اجماعی عقیدے کے خلاف توہین کے لفظ بولنے والے ہوش کریں۔۔۔" تو اس سے "خطا پر تھیں" پر اجماع ہو جائے گا؟؟؟

جلالی صاحب!

آپ کو رجوع کا مشورہ اس لیے دیا گیا تھا تا کہ اہلسنت میں انتشار مزید نہ بڑھے اور آپ کا بھی بھلا ہو، لیکن آپ کو ان لوگوں پر بھی اعتراض ہے جنہوں نے آپ کی خیر خواہی کا سوچا، جیسا کہ آپ نے طعن کرتے ہوئے کہا:

خطا، خطائے اجتہادی جو کہ باعثِ اجر ہے باعثِ ثواب ہے، اب جس چیز پر سیدہ پاک کے لیے حدیث مصطفی ﷺ کی روشنی میں اجتہاد کے نتیجے میں ایک اجر کا اعلان مل رہا ہے، اس چیز کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اس سے رجوع چاہتے ہیں، اس کو توہین کہہ رہے ہیں۔

مزید آپ نے کئی ایک بے محل باتیں کیں جیسے:
کچھ باتیں تو محض فضول ہیں۔ جیسے آپ نے کہا:
"پیر صاحب نے بھی لفظِ خطا کا استعمال کیا تو سوچ کے، حالانکہ جو دلیل والے تھے وہ "ناجائز امر کا ارتکاب" یہ لفظ بول رہے تھے۔ تو پیر صاحب نے جواب میں ناجائز امر کا ارتکاب لفظ بولنے کی بجائے لفظِ امکانِ خطا بولا"
آپ یہ بتایئے کہ:
ناجائز کا اثبات کیا جارہاہے یا نفی کی جارہی ہے؟؟؟
جب نفی کی جارہی ہے تو شرک کی نفی کی جاتی ہے، کفر کی نفی کی جاتی ہے، ہر عیب و نقص کی نفی کی جاتی ہے۔۔۔۔ پھر اس لفظ کو اپنی کلام میں ذکر کرنے کے کیا معنی؟
اس کے علاوہ بھی آپ کے کئی جملے بے محل اور بے فائدہ ہیں لیکن بے مقصد گفتگو کو دہرانا بھی بے فائدہ ہے۔

خاتمہ

علماءِ اہلسنت کا ردِ عمل:
ویسے تو جلالی صاحب کا دفاع کرنے والوں کی کمی نہیں۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ یہ لوگ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مقابل جلالی صاحب کا دفاع کر رہے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ لوگ اب بھی باز نہیں آئیں گے، جلالی صاحب سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر اب عصمتِ انبیاء پر بدترین حملہ کر چکے ہیں اور یہ ہڈی وہ کبھی بھی نگل نہیں پائیں گے لیکن مخصوص طبقہ سے امید ہے کہ وہ اب بھی امام جلالی، محدث لاہوری، کنز العلماء ہی کا دفاع اصلِ ایمان سمجھیں گے۔
لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے، لائقِ ذکر علماء میں سے کسی نے بھی جلالی صاحب کو ٹھیک نہیں کہا۔ اور اب جبکہ جلالی صاحب عصمتِ انبیاء پہ بہت بھونڈا وار کر بیٹھے ہیں، اب تو کوئی بھی منصف مزاج عالم ان کی حمایت

نہیں کرے گا۔ البتہ ان سے علماء نے جلالی صاحب سے رجوع کا بار بار تقاضا کیا ہے۔ علامہ کاشف اقبال صاحب (گجرات) نے مجھے پروفیسر عون محمد سعیدی صاحب کا یہ مضمون بھیجا:

(رجوع کس بات سے؟)

جب ہم نے کہا کہ جناب اشرف آصف جلالی صاحب رجوع کریں تو اپنے بچاؤ کے لیے جواب میں معاملے کو الجھا دیا گیا.

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل حقیقت اور وجہ مطالبہ رجوع کو خوب اچھی طرح واضح کر دیا جائے.

اس کے لیے درج ذیل مکالمہ پڑھیں.

س.

کیا خطائے اجتہادی کا قول کرنا گستاخی ہے، حالانکہ وہ تو باعث اجر و ثواب ہے؟

ج

نہیں گستاخی نہیں ہے، واقعی باعث اجر و ثواب ہے.

س

کیا صحابہ و اہل بیت معصوم ہیں، ان سے مطلق خطا یا خطائے اجتہادی کا صدور ممکن ہی نہیں؟

ج

نہیں! وہ معصوم نہیں ہیں، خطا کا صدور ممکن ہے.

س

کیا صحابہ و اہل بیت کے بارے میں یہ کہنا کہ ان سے خطاء اجتہادی ہوئی، یہ ناجائز ہے؟

ج

نہیں بوقت ضرورت ایسا کہنا بھی ناجائز نہیں ہے

س

تو پھر رجوع کس بات سے کریں؟

ج

چھ باتوں سے:

1-سیدہ کائنات کی طرف اجتہادی کی قید کے بغیر مطلق لفظ خطا کی نسبت کرنے سے.

2-چودہ صدیوں میں کسی بھی جید سنی عالم نے سیدہ پاک کے لیے طلب فدک کو خطا نہیں لکھا، اپنی طرف سے گھڑ کر اسے خطا کہنے سے۔

3. گلے کا زوووووور لگا کر اس طرز بیان سے جو ایسی پاک ہستیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کوئی بھی باادب شخص اختیار نہیں کر سکتا.

"خطا پر تھیں، جب طلب کر رہی تھیں خطا پر تھیں"

4. مذکورہ جملے کو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت کا مستفاد قرار دینے سے، حالانکہ انہوں نے اسے تحریک اور سلسلہ جنبانی کے الفاظ سے یاد کیا ہے.

5. وہ شدید اضطراب بے چینی اور فتنہ پیدا کرنے سے، جو اس سب کی وجہ سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں پیدا ہوا، کثیر سنی علماء کرام نے اس کو سخت ناپسند کیا اور رجوع کی دعوت دی.

6. اور اب چھٹی وجہ، اپنے اس فعل پر بلا وجہ ڈٹ کر معاملات کو مزید خراب کرنے سے، جو کسی بھی معاملہ فہم عالم دین کو ہرگز ہرگز زیب نہیں دیتا.

اقول:

واضح رہے کہ اب صرف 6 سے نہیں بلکہ ساتویں بات سے بھی توبہ ورجوع لازم ہے، کیونکہ جلالی صاحب خود کو ٹھیک ثابت کرتے کرتے انبیاءِ کرام سے خطا منافی عصمت کے وقوع کا قول کر بیٹھے اور اگر اس کے لزومی معنی جو ان کے من گھڑت قواعد کو ملانے سے نکلتے ہیں، اگر اس معنی کو دیکھا جائے تو یہ بہت بڑی گستاخی بنتی ہے۔

میں اپنی گفتگو کا اختتام حضرت قبلہ پیر سید ارشد سعید کاظمی شاہ صاحب کے ان کلمات پر کرنا چاہوں گا جو اپنے اندر معنویت کا ذخیرہ سموئے ہوئے ہیں، فرمایا:

حضرت اعلی گولڑوی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا یہ جملہ کہ" آیہ تطہیر کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی بھی قسم کی خطا کا سرزد ہونا ناممکن ہے "اپنے بیان میں واضح ہے کہ حضرت اعلی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ انہیں طبقہ معصومین میں نہیں مان رہے جبکہ اگلا جملہ "اس کا مطلب یہ ہے اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی خطا سرزد بھی ہو تو وہ عفو و تطہیر میں داخل ہو گی" اس میں حضرت اعلی گولڑوی علیہ الرحمۃ نے اس مبارک اور مقدس گروہ کے لیے ایک مفروضہ قائم کیااور پھر انہیں محفوظین میں شامل فرمایا۔ اور ان جملوں میں وہی فرق ہے جو کہ معصوم اور محفوظ میں ہوتا ہے جو کہ عین مسلکِ اہلسنت ہے۔(انتہی)

اللہ کریم سے دعاہے کہ مالک اہلِ سنت کے حال پہ رحم فرمائے۔ ہماری جانب سے سیدہ کی روح کو جو تکلیف پہنچی ہے مالک کریم ہمیں معاف فرمائے۔

انا العبد الفقیر الی مولای الغنی
ابو اریب محمد چمن زمان نجم القادری
رئیس جامعۃ العین ۔ سکھر
25 شوال المکرم 1441ھ / 17 جون 2020ء